OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.10 Issue 11 June 2022

وعظ وتذکیر کے میدان میں مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کی خدمات کا جائزہ

REVIEW OF THE SERVICES OF MUFTI MOHAMMAD TAQI USMANI IN THE FIELD OF PREACHING

Suhima Sardar
Scholar, Khawaja Fareed University, Rahim Yar Khan.

Abstract: In Islam, first the Quran, then Hadith and then the most studied jurisprudence. In the subcontinent, the scholars of Farangi Mahal first worked on it. One of the special features of this was that Ulema-e-Farangi Mahal, which was founded by Mullah Nizamuddin Farangi Mahal, started Dars-e-Nizami. This group of scholars did very important work on fatwas, jurisprudence, and principles of jurisprudence. The most important work is the role of the group of these scholars in the Fatwa of India known as the Fatwa of Alamgiri, Collection of Fatwas of Maulana Abdul Hai FarangiMahali, and Collection of Fatwas of Maulana Yusuf. Many other scholars who have written many books and commentaries on this knowledge are still in the hands of those who seek knowledge today.

Keywords: Jahãngir, MolānāQuṭub U DīnShaeedSahalvī, Molana Abdul ḤaiFarangīMaḥalī, Ulama-e-FarangīMaḥal.

تمہید:

تاریخ گواہ ہے کہ علماء اکرام نے زندگی کے مختلف شعبوں کے ساتھ وعظ وتذکیر میں بھی گرانقدر خدمات سرانجام دیں ہیں ان علماء کے اس تسلسل کی ایک کڑیمیں سے شیخ الحدیث مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم بھی ہیں جو ایک ایسی نابغہ روزگار ہستی ہیں جنہوں نے دین کی خدمت کے لیے اپنی زندگی کو وقف کرر کھاہے۔ مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم ایک منفرد صفات کے حامل انسان ہیں جو دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی فنون پر بھی دسترس رکھتے ہیں۔امام ابن تیمیہ، امام ابن حجراور علامہ انور شاہ کشمیری رحمھم اللہ کے بعد اگر کوئی شیخ الاسلام کے لقب کا مستحق ہے تو وہ ہے عصر حاضر کے عظیم فقیہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم۔دیگر علوم وفنون کی طرح فقہ اور فتوی کے میدان میں بھی اللہ تعالی نے آپ سے بہت بڑا کام لیا ہے اس سلسلے میں تکملہ فتح الملہم کی فقہی مباحث ،بحوث قضایافقہیہ معاصرہ، فقہی مقالات،احکام الاوراق النقدیہ،عدالتی فیصلے، ملکیت زمین کی تحدید وغیرہ فقہی میدان میں آپ کی نہایت اہم اور گراں قدر علمی وتحقیقی کتب ہیں۔ جدید مسائل میں آپ کی رائے کو عالم اسلام میں انتہائی مستند سمجھا جاتا ہے۔ معاشیات کے میدان میں آپ ان چند گنی چنی شخصیات میں سر فہرست ہے جن کی بدولت آج الحمدللہ دنیا میں اسلامی بینکنگ کا ایک بلاک وجود میں آرہا ہے جس میں بفضل اللہ مسلسل ترقی اور پیش رفت ہورہی ہے۔ جہاں آپ کی یہ خدمات مسلم ہے وہاں آپ کی حیات طیبہ میں جدید مسائل کے حل کی علمی کوششوں کا بھی ایک درخشندہ زندہ جاوید باب ہے۔

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کی پیدائش وجائے پیدائش:

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے ٥ شوال المکرم ١٣٦٢ ہجری بمطابق ٣ اکتوبر ١٩٤٣ء میں ضلع سہارنپور کے مشہور قصبہ دیوبند میں جنم لیا[1]۔اس بستی نے اپنی گود میں ایک عظیم مرکز علمی اسلامی کو جگہ دینے کی وجہ سے بہت شہرت پائی اور وہ مرکز علمی مدرسہ دارالعلوم دیوبند ہے جو ازہر ہند کے نام سے مشہور ہے جس نے ہزارہا علماء اور مفکرین اسلام اور دین اسلام کو فارغ التحصیل کیا جنہوں نے قدیم بزرگوں کے بعد یاد تازہ کردیں اس مرکز علمی اور مرکز اسلامی کے متعلق مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے لکھاہے کہ

"ایک چھوٹا قصبہ سہارنپور کا جس کو نہ جغرافیائی اور عمرانی حیثیت سے کوئی خاص شہرت حاصل ہے نہ تجارتی یا صنعتی اعتبار سے اس خوش نصیب خطہ زمین میں علوم اسلامیہ کا ایک عظیم الشان دارالعلوم ہے جو ہندوستان میں

اسلامی حکومت کے سقوط کے بعد علوم اسلامیہ کو اپنی اصل صورت میں باقی رکھنے کے لیے ایک گوشہ خمول کی صورت میں قائم کیا گیا تھااللہ تعالی نے اس کو حسن قبول عطافرمایااور مرکزعلوم بنادیااور اس سے پیدا ہونے والے رجال اللہ اس آخری صدی کے مجدد ثابت ہوئے اس طرح دیوبند اس دور انحطاط میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے ایک پناہ گاہ بن گیا"[2]

مفتی محمد تقی عثمانی مد ظلہم کا شجرہ نسب

مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ کا شجرہ نسب اس طرح ہے محمد تقی عثمانی بن مفتی محمد شفیع بن مولانا محمد یاسین بن خلیفہ تحسین علی بن میانجی امام علی بن میانجی حافظ کریم اللہ بن میانجی خیر اللہ بن میانجی شکر اللہ[3] اس مبارک خاندان کے لئے قدرتی عزت وشرم کا مقام ہے کہ ان کے سلسلہ نسب کی کڑی خلیفہ المسلمین شہید حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے جاملتی ہے لیکن اس سلسلے کے مشائخ حضرت میانجی شکر اللہ سے اوپر غیر معروف اور مشہور ہیں لیکن اس کے ساتھ شہرت اور عوام وخواص کی زبان زد ہو جانا ہی اس باب میں بہت کافی ہے جیسے کہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مد ظلہم کے والد محترم حضرت شیخ مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مجھے اپنے خاندان کا کوئی موثق اور باسند نسب نامہ ہاتھ نہیں آیا جس سے خاندان کے صحیح اور مستند حالات معلوم ہوتے مگر شریعت نے ان معاملات میں سند متصل ہونے کی شرط نہیں رکھی بلکہ بوڑھوں کی زبان پر عام شہرت کو کافی سمجھا جاتا ہے جس کو فقہاء کی اصطلاح میں تسامع کہا جاتا ہے میں نے اپنے خاندان کے بزرگوں سے بتواتر یہ بات سنی ہے کہ ہمارا خاندان حضرت عثمان کی اولاد میں سے ہے"[4]

ہم آپ کے اعمال اور قیمتی خدمات کی طرف نظر دوڑائیں تو بالکل آپ کی عملی زندگی علمی زندگی سے اس طرح ملی جلی نظر آتی ہے جس طرح روح جسم کے رگ رگ میں بسی ہوتی ہے آپ کے اعمال علم کے دائرے اور اس کی خدمت سے نہیں نکلتے اور آپ کی تعلیم وتدریس وعظ وتذکیر اور دعوت وارشاد کی صورت میں ہمیشہ کاربند رہتی ہے۔

وعظ وتذکیر

وعظ وتذکیر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ایک اہمعبادت ہے
بلکہ وراثت نبوت کی یہ ایک واضح تصویر ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌيَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[5]

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔

اور فرمایا"كُنتُمْ خَيْرَأُمَّةٍأُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِوَتُؤْمِنُونَ بِاللَّه"[6]

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"والذی نفسی بیدہ لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقابا منه، ثم تدعونه فلا يستجاب لكم[7]

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ! تم یا تو بھلائی کا حکم دوگے اور برائی سے روکوگے یا پھر قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنا عذاب بھیجے پھر جب تم اسے پکاروگے تو وہ تمہاری سنے گا بھی نہیں۔

وعظ وتذکیر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر لوگوں کو بھلائی کی طرف متوجہ کرنا اور رہنمائی کرنا آداب دینیہ کے موافق ان کی تربیت کرنا اور عمدہ بلند اخلاق واعمال پر ابھارنا اور ہر قسم کے گناہوں سے بچانا اور ڈرانا اس طرح کی سب خدمتیں ہر زمانے میں ہر شہر میں علماء دین کی عادتوں میں سے چلی آرہی ہیں جتنا ہو سکے وہ گریز نہیں کرتے اور اسی سنت قدیمہ کی راہ پر چلتے ہوئے حضرت مفتی محمد تقی عثانی مد ظلہٗ نے اپنے قیمتی اوقات کا وافر حصہ اس میں صرف فرمایا ہے اور دعوت وارشاد کے ساتھ ہر دینی فریضہ کا اہتمام فرمارہے ہیں بلکہ یہ گوشہ آپ کے عظیم دینی وعلمی اور دعوتی کاموں میں روشن اور نمایاں ہے اور آپ کی دعوتی سرگرمیاں بہت ہی زیادہ پھیلی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حسن وعظ کا کافی حصہ آپکو عطا فرمایا ہے اور آپ کے وعظ اور دینی مدرسوں سے مختلف شہروں اور علاقوں میں خلق کثیر فائدہ اٹھارہی ہے اور جامع مسجد بیت المکرم کراچی میں وعظ وارشاد کے لئے آپ کا ہفتہ وار پروگرام ہوتا ہے اور یہ ہفتہ وار پروگرام تقریباً بیس سال کے عرصہ دراز سے چل رہا ہے اور پہلے جمعہ کے دن عصر کے بعد یہ پروگرام منعقد ہوتا ہے مگر جب قانونی چھٹی اتوار کو ہونے لگی تو تب سے اتوار کے دن بعد عصر یہ پروگرام منعقد ہو رہا ہے اور اس مجلس میں لوگوں کی بڑی تعداد اطراف شہر سے شریک ہوتی

ہے اور جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے اس وعظ کو بذریعہ واٹس ایپ ان لوگوں تک بھی پہنچایا جاتا ہے جو اس مجلس میں شریک نہیں ہو سکتے لہذا آپ کے اس وعظ سے خلق کثیر ملکی وغیر ملکی فائدہ اٹھاتی ہے حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ نے اپنی اصلاحی مجالس اور مختلف تقریبات جلسوں اور ہفتہ وار کے خطبات کے ذریعے سینکڑوں عوامی واصلاحی خطبات دیے ہیں حضرت شیخ الاسلام اپنی کتاب اصلاحی خطبات کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

"اپنے بعض بزرگوں کے ارشاد کی تعمیل میں احقر کئی سال سے جمعہ کے روز عصر کے بعد جامع مسجد بیت المکرم گلشن اقبال کراچی میں اپنے اور سننے والوں کے فائدے کے لئے کچھ دین کی باتیں کیا کرتا ہے اس میں ہر طبقہ خیال کے حضرات وخواتین شریک ہوتے ہیں الحمدللہ احقر کو ذاتی طور پر بھی اس کا فائدہ ہوتا ہے اور بفضلہ تعالی سامعین بھی فائدہ محسوس کرتے ہیں اللہ تعالی اس سلسلے کو ہم سب کی اصلاح کا ذریعہ بنائے"[8]

حضرت کے مطبوعہ اصلاحی خطبات کی 25 جلدیں شائع شدہ ہیں جن میں تقریبا329 عنوانات پر خطبات ہیں۔

یہ خطبات اہل علم مبلغین واعظین کے علاوہ عوام الناس میں بھی مقبول ہیں ان کے موضوعات کی اکثریت عقلی و نظری اصلاح کے علاوہ معاشرتی اصلاح پر مبنی ہے ان خطبات کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت کی نظر مریض امت کے اصل امراض پر کس قدر گہری ہے یہ خطبات اسلام کی مستند اور معتبر تعلیمات کے علاوہ اپنے بزرگوں کے واقعات سے مزین ہیں اور دور حاضر اسلام کی تعلیمات پر کس طرح عمل کیا جاسکتا ہے اس بارے میں مکمل رہنما ہیں آپ کے خطبات آپ کے تبحر علمی اور جہاں دیدگی کا مظہر ہے کہ یہ صرف ایک عالم دین کی تقریریں ہی نہیں بلکہ ان میں وقت کے شیخ اور ایک جہاندیدہ شخصیت کے جذبات بھی کارفرما ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ خطبات عوام الناس کے علاوہ پڑھے لکھے حضرات میں بھی نہایت مقبول ہے آپ کا انداز سادہ لیکن باتیں از دل خیزد بر دل ریزد کے مصداق ہیں آپ کے اکثر درس ووعظ احکام شریعہ کے متعلق ہوتے ہیں زندگی کی تمام میدانوں پر محیط ہوتے ہیں عقیدہ، عبادت، کاروبار، لوگوں کے درمیان معاشرت رہن سہن، حقوق اللہ، حقوق العباد اور اخلاق باطنہ وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان مواعظ کا صاف ستھرا بہت اچھا مبارک ثمر نکل رہا ہے کیونکہ اس پروگرام میں اکثر شرکت کرنے والے اور پابندی کرنے والے کثرت سے دیندار ہو رہے ہیں اور یہ صرف ان کو اللہ کی توفیق اور رحمت شامل حال ہے کہ اللہ نے ان کو حضرت شیخ حفظہ اللہ کی مجالس کی طرف یاوری کی جس سے وہ دینی جذبے سے سرشار ہو رہے ہیں ان اصلاحی پروگرام کی خاطر آپ کی از حد کوششیں ہیں کہ آپ ایک شہر سے

دوسرے شہر کی طرف ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف سفر پر سفر ہوتے رہتے ہیں اور اس کی وجہ آپ کی دینی تڑپ کے ساتھ مسلمانوں کی رغبت بھی ہے جو آپ کے ارشاد سے انتہائی دلچسپی رکھتے ہیں اور اپنے ملکوں اور شہروں کی طرف تشریف آوری کے مطالبے کرتے رہتے ہیں وہ بلاشبہ ان ملاقاتوں اور خطبات کا خاص مثبت کردار اور تعمیری پہلو ہے جو مشرق ومغرب میں مسلمانوں میں اسلامی جذبہ کی روح پھونک رہا ہے اور ان کو بھرپور احساس دلا رہا ہے کہ ان کے خالق اور ان کے دین ملت کے سامنے ان کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں؟

جامع مسجد بیت المکرم کراچی میں ہفتہ وار پروگرام شروع ہونے کے بعد لاہور کے علماء نے کافی اصرار کیا کہ ان کے شہر میں بھی مفتی صاحب تشریف فرما کر ماہانہ وعظ فرمائیں لہٰذا آپ نے انکی یہ گزارش قبول کی اور اب حضرت صاحب لاہور میں تشریف فرما کر ماہانہ وعظ فرماتے ہیں ان اصلاحی خطبات کو کیسٹ میں ضبط کر لیا گیا اور پھر مفتی صاحب کے ان اصلاحی پروگرام کو افادیت کے پیش نظر کتابی شکل میں شائع کرنے کی سعادت مولانا محمد کفیل خان صاحب، محمد ناظم اشرف اور مولانا خالد محمود صاحب نے حاصل کی اصلاحی مواعظ کے نام سے ان مواعظ کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور چوتھی پر کام جاری ہے۔

راہ تصوف میں وعظ وتذکیر:

تصوف میں جب اخلاق واعمال کو اچھا کرنے کے لیے اور نفوس انسانیت کی اصلاح کے لئے نشان راہ بنایا جائے تو پھر یہ ایسا مطلوبہ ہیرا بن جاتا ہے جس کو صرف وہی شخص پا سکتا ہے جس کو اس کے پروردگار کی رحمت شامل حال ہو اور اسی وجہ سے مشائخ دیوبند نے اس کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا جس کے سردار حضرت الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ ہیں جنہوں نے صحیح اور خالص تصوف کو غلو کرنے والوں کے غلو ومبالغہ سے اور خشک وسخت لوگوں کی سرکشی سے اس کو روشن کر دیا اسی وجہ سے مشائخ دیوبند میں معروف ورائج تصوف یہ ہے کہ شیخ اپنے مرید کی احکام الشریعہ کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کی پرورش کرتا ہے اور بھرپور کوشش کرتا ہے کہ اس کے دل ونفس کی گہرائیوں سے برے اعمال کی بیخ کنی کر دے اور اسی قدر ہو جائے تو بہت ہی غنیمت ہے مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے اس میدان میں دو عظیم چراغوں سے روشنی حاصل کی حضرت شیخ عبدالحہ رحمۃ اللہ اور حضرت شیخ مسیح اللہ خان رحمۃ اللہ دونوں ہی نے آپ کو طریقت میں اپنی خلافت واجازت سے نوازا[9] اور انہیں مشائخ عظام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت شیخ مدظلہ العالی لوگوں کی انہی کے طور طریقے پر رشدو

ہدایت کرنے سے رُکے نہیں بلکہ باوجود اپنی عاجزی و تواضع کی مجبوری کے باوجود اپنے اکابر کے حکم سے فیض جاری رکھا مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت آپ سے اس روحانیت کو مستقل طریقے سے حاصل کر رہی ہے جن خوش نصیب حضرات کو حضرت شیخ الاسلام مدظلہ کی طرف سے بیعت واصلاح کی اجازت ملی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

1)حضرت مولانا محمد قاسم ایرانی صاحب مدظلہٗ(دارالعلوم زاہدان ایران)

2)جناب ڈاکٹر حنیف کمال صاحب(پاکستان)

3)حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب مدظلہٗ(چمن کوئٹہ)

4)حضرت مولانا عبدالقادر صاحب مہاجر مدنی رحمۃاللہ(مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ)۔[10]

ایک وہ شخص جس کا تعلق کسی شخص صالح سے ہو اور دوسرا وہ شخص جس کا یہ تعلق نہ ہو دونوں کے درمیان ان کی زندگیوں میں زبردست فرق صاف ظاہر ہوگا۔

رسائل کے جھرکوں میں آپ کی وعظ وتذکیر:

بہت سے رسائل آپ کے پاس موصول ہوتے ہیں جن کے اصحاب آپ سے اس امر کے متعلق سوال کرتے ہیں جو ان کے دینی حالات سے وابستہ ہوں پھر آپ خود انکی جواب دہی فرماتے ہیں۔

ادب وصحافت میں وعظ وتذکیر:

صحافت آپ کی محنت اور کوشش کے میدانوں میں سب سے وسیع میدان ہے حق کی طرف دعوت دینے ہیں سچی بات پھیلانے میں لوگوں کے درمیان صحیح جذبے اور جوش کو اجاگر کرنے میں اگر کوئی شخص منصفانہ طریقے پر آپ کی صحافت کے حوالے سے 30 سال کوششوں کا جائزہ لے تو وہ فورا پکار اٹھے گا اور گواہی دے گا کہ بے شک یہ عظیم کام کوئی سرانجام نہیں دے سکتا سوائے اس شخص کے جس نے خالصتا اپنے آپ کو اس کے لیے فارغ کر ڈالا ہو اور اس کے اکثر وبیشتر اوقات اس کے لئے روشن ہو چکے ہوں اور اس کو اس کے سوا کوئی کام نہ ہو جو اس کو اس سے مشغول رکھے یعنی حاصل کلام اس گفتگو سے صرف ان کی تعداد وضخامت کا اندازہ ہو سکتا ہے اگر دوسری طرف سے نگاہ ڈالی جائے کہ وہ ٹھوس علمی مواد اور مختلف قسم کی معلومات پر مشتمل ہیں اور ان کا بہت سا حصہ موجود فیصلوں کا عظیم سرمایہ ہے تو روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ایسی فضیلت ہے جس میں آپ تمام اصحاب ادب وصحافت میں منفرد و یکتا ہیں اور انسان جب اس کا ملاحظہ

کرتا ہے تو تعجب و حیرت کی وادی میں چلا جاتا ہے کہ حضرت مدظلہ العالی نے اس ضخیم کام کو کیسے کر لیا جبکہ آپکی بے انتہا علمی مصروفیات ہیں میدان صحافت میں آپ کا سب سے پہلا سٹیج اور کارنامہ ماہنامہ البلاغ ہے جس کا بیج آپ نے دست اقدس سے ۱۹۶۷ ء میں اگایا۔[11] اللہ نے بہت اچھے طریقے سے اس کی پرورش اور ترقی فرمائی جس سے یہ بیج آپ کی ادارتی کوششوں کی آبیاری کی وجہ سے گھنے سایہ دار اور پکے ہوئے پھلوں والے درخت کی صورت اختیار کر گیا اور اللہ کے نیک بندے آکر اس کے پر سکون سائے میں ستانے لگے چونکہ اس سے پہلے وہ بد دینی صحافت کے کانٹوں سے داغ داغ ہو چکے تھے اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرنے والی چیز سے اکتا چکے تھے البلاغ میں آپ کے ادارتی دریچوں سے ہم پہلی نظر میں اس بات کو بخوبی جان سکتے ہیں کہ آپ میدان صحافت میں اس وقت تک نہیں آئے جب تک کہ آپ نے اپنے لیے بنیادی قوانین وضع نہ کر لئے، واضح نشانات کی تحدید نہ فرمالی، اہم خطوط نہ کھینچ لئے اور آپ نے روشن اور اہم ترین نشانات کو رسالے میں رکھا تا کہ صحافتی اور ابلاغی طریقوں سے اس کو جاری رکھا جائے اور آپ صحافت کو صرف ایک موثر ذریعہ سمجھتے ہیں جو بلند اخلاق سچائی امانت وغیرہ کی دعوت کے لئے وقف ہے اور آپ کی ذات اس بات کو بھی واضح کر دیتی ہے کہ آپ اپنے صحافتی عمل کے ذریعے سے قارئین سے مدح سرائی اور مبارکبادی کے قطعا خواہاں نہیں بلکہ اس کے ذریعے رضاء الٰہی مقصود نظر ہے اور اتحاد بین المسلمین کی تقویت چاہتے ہیں اور اسلام کی خدمت کے لیے مختلف جہاد سے اپنی طاقت خرچ کرنا چاہتے ہیں جیسے بھی ہو سکے اور جہاں بھی ہو سکے۔ آپ البلاغ کے اپنے پہلے اداریے میں تحریر فرماتے ہیں:

"البلاغ کے سامنے بنیادی طور پر کچھ ایجابی اور مثبت مقاصد ہیں وہ چار سو پھیلی ہوئی فرقہ بندیوں اور گروہی تعصبات میں اضافہ نہیں کمی کرنا چاہتا ہے دین کی خدمت کا جو کام جہاں ہو رہا ہے وہ اسے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے مسلمان تو مسلمان البلاغ غیر مسلموں کا بھی ہمدرد اور خیر خواہ ہے مگر اس صلح کل کا مطلب یہ بھی نہیں کہ البلاغ کسی پر تنقید کرنا نہیں چاہتا اگرچہ اس کے سامنے زیادہ تر مثبت کام ہے لیکن دعوت و تبلیغ کی راہ میں تنقید سے مفر ممکن نہیں البتہ جو تنقید دعوت دین کے مقاصد کے لیے ضروری ہے اس کا ایک خاص طرز و اسلوب ہمیں قرآن کریم نے بتادیا ہے اور اگر نقاد اس اسلوب کی پوری رعایت کرے تو اس سے کبھی جھگڑے جنم نہیں لے سکتے نہ اس سے فتنے فساد پیدا ہوتے ہیں اس لیے کہ ایسی تنقید پوری ہمدردی دلسوزی اور خیر خواہی کے ساتھ نرم لب ولہجہ میں کی جاتی ہے اور ہم اپنے مقاصد میں شروع

ہونے سے پہلے اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری خطاؤں کو درست کرے ہمارے ہاتھوں کو درستگی کی طرف گامزن رکھے ہم کو روحانی اور مادی ترقی دے اس طرح ہم قارئین سے بھی دعا کی امید رکھتے ہیں"[12]

تو اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے صحافت میں پہلے دن سے دعوتی میدان کی حدود اور اپنی کوششوں کی حدود کو مقرر فرمالیا کیا تھا کہ صحیح اسلام کا سمجھنا کسی طرح ممکن نہیں سوائے اللہ تعالی کی کتاب کے سنت نبویہ شریفہ کے ذریعے تفسیر کیے بغیر جو کہ قرآن کی شرح ہے اس طرح آپ کا نظریہ وخیال ہے کہ اگلے بزرگوں نے جو اسلام کو سمجھا وہی اسلام کی صحیح سمجھ ہے اور اسلام کی تشریح وتفصیل محض اس طرح نصوص کو دیکھ کر بھی ممکن نہیں کہ اس عظیم اسلامی ورثے سے صرف نظر کرلی جائے جو پہلے بزرگوں سے منقول ہے اور اسی اصول کو پیش نظر آپ مد ظلہ العالی نے ان لوگوں کے نظریہ و خیال کی بھرپور مذمت و تنقید فرمائی ہے جو کہتے ہیں کہ کتاب اللہ ہی کافی ہے اور اس بھیس کے پردے میں وہ ایک طرف سلف صالحین کی محنتوں پر پانی پھیرتے ہیں اور دوسری طرف مقصد ہے کہ قرآن کریم کے متعلق جس طرف ان کی خواہش ان کو ہانکے اسی طرف اس کی تشریح کریں اور اس کے لئے ایسے دلائل کے دھاگوں سے سازشوں کا جال بنتے ہیں جن کو اپنی طرف سے گھڑتے ہیں تاکہ لوگوں کو سنت اور اس کے شرعی مرتبہ سے شک میں ڈالے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کے مضموم ارادوں کے پورا ہونے میں سنت نبوی زبردست آڑ ہے تو حضرت شیخ اس غلط فکری لہر کی نزاکت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اور کھل کر اعلان فرماتے ہیں کہ ماہنامہ البلاغ کی کوششیں اس گمراہ رخ کی ضد پر چلیں گی:

"بے شک البلاغ کا اہم مقصد قرآن وسنت اور اسلام کی روشنی میں صحیح دین سمجھنا اور سمجھانا ہے اسلام کے بارے میں البلاغ کا سوچا سمجھا اعتقاد یہ ہے کہ اسے صرف حروف اور نقوش اور کتابوں کے ذریعہ سمجھا نہیں جاسکتا بے شک اللہ کی سنت ہے کہ کتاب کے ساتھ پیغمبروں کو بھی بھیجا جائے تاکہ وہ ان کو زندہ عملی نمونہ بن کر دکھائیں اور کتاب کی مجسم تفسیر کر اپنے ماحول کی تربیت کریں"[13]

اس طرح آپ نے اس بات کی پوری تاکید فرمائی کے دعوت البلاغ کے سلسلے میں علوم جدیدہ اور نئی ابحاث سے استفادہ میں سلف صالحین کی اتباع اور نقش قدم سے ہرگز نہ ہٹا جائے اور یہ بات بھی آپ کے اعتقاد کے درجے میں ہے کہ کوئی چیز محض قدیم ہونے کی وجہ سے پوری خیر نہیں ہوسکتی اسی طرح کوئی چیز محض جدید ہونے کی وجہ سے پوری خیر نہیں ہوسکتی بلکہ اس کو پرکھنے کے لیے کسوٹی دین الہی اور اس کی روح شرعی ہے پس اگر کوئی بھی چیز اس کے موافق ہے تو لینے کے

قابل ہے اگر مخالف ہے تو منہوس شر ہے خواہ کتنے عرصے سے قدیم ہوں یا جدید ہو۔ فرماتے ہیں البلاغ کے نزدیک کوئی چیز محض جدت کی وجہ سے سے سر پر رکھنے کے لائق نہیں اور نہ جدت کی وجہ سے چھوڑنے کی مستحق البلاغ کے نزدیک قدیم و جدید کسوٹی نہیں بلکہ کوئی بھی چیز اپنی ذاتی اوصاف ہی کی بنا پر درست یا بری ہو سکتی ہے لہذا اگر کوئی چیز نفع مند ہے اور اسلام سے ہم آہنگ ہے تو البلاغ ہر پل اس کو خوش آمدید کہتا ہے اور اس کے برعکس البلاغ اسلام کے زریں اصولوں اور اس کے قیمتی مبادیات کو چھوڑ کر کسی بھی نئی چیز کی طرف نظر نہیں کرتا تو یہ کشادہ خطوط اور بنیادی ہیں جو مدیر البلاغ نے کھینچی ہیں تاکہ آنے والے ایام میں ان پر سیر و سفر کیا جائے اور البلاغ کے قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ مسلسل پیہم انہی حدود اور مقاصد کی طرف محو سفر ہے جن کو اس کے مدیر اعلی نے بنیادی اینٹ رکھتے ہوئے مقرر فرمایا تھا۔

مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ البلاغ کے اداریہ میں ذکر و فکر کے نام سے لکھتے تھے اور اسے ہمیشہ قارئین کی پذیرائی حاصل ہوئی اہل علم اور مشاہیر کی طرف سے ہمت افزا پیغامات بھی موصول ہوئے حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ نے تو اتنی ہمت افزائی فرمائی کے اپنے ہفتروزہ صدق میں اسے پاکستان کا سب سے بہتر ماہنامہ قرار دے دیا۔ لہذا آپ کی اس علمی خدمت نے وعظ وتذکیر کے میدان میں بہت اہم کردار ادا کیا کیونکہ یہ اداریہ محض حالات حاضرہ پر تبصروں پر ہی مشتمل نہ تھا بلکہ اس کے ذریعے اسلامی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اس طرح گفتگو تھی کہ موجودہ حالات کے تناظر میں اسلامی تعلیمات پر کس طرح عمل کیا جائے اور ان تعلیمات پر خاص طور سے مغربی افکار سے متاثر لوگوں کو جو شکوک و شبہات ہیں انہیں عام فہم انداز میں دور کرنے کی کوشش کی گئی اس لیے ایک مدت تک اس نقطہ نظر سے اداریہ لکھنے کے نتیجے میں اسلام کی معاشرتی، معاشی، سیاسی، انفرادی اور اجتماعی تعلیمات کا اچھا خاصہ مجموعہ تیار ہو گیا اور ان اداریوں کو شائع کرنے کا خیال ہوا اس کے لیے مناسب نام تو اسلام اور عصر حاضر تھا لیکن اس سے پہلے محب مکرم مولانا سمیع الحق صاحب رحمۃ اللہ الحق میں لکھے ہوئے اپنے اداریوں کا مجموعہ اس نام سے شائع کر چکے تھے اس لیے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے اس مجموعے کا نام عصر حاضر میں اسلام رکھا اور وہ مکتبہ دارالعلوم سے شائع ہوا بعد میں مکتبہ دارالعلوم کے اس وقت کے ناظم مولانا فاروق القاسمی نے محسوس کیا کہ اب اس ضخیم مجموعہ کی بجائے اسے موضوعات کے لحاظ سے مختلف کتابوں میں تقسیم کر دیا جائے بعد میں یہ اداریے مختلف کتابوں کی شکل میں شائع ہوئے فرد کی اصلاح، اصلاح معاشرہ، ہمارا نظام تعلیم، اسلام اور سیاست حاضرہ، اسلام اور جدت پسندی، ہمارا معاشی نظام اور نفاذ شریعت اور اس کے مسائل۔[14]

اسی طرح اللہ تعالیٰ سے ملانے اور زندگی خوشگوار بنانے والا ماہنامہ محاسن اسلام (مسلسل اشاعت کا ۲۳ واں سال) کی سرپرستی بھی آپ کے سپرد ہے۔اس رسالے کی مقبولیت کے بارے میں اکابرین کے ارشادات درج ذیلہیں:

مفتی اعظم حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہٗ (مہتمم جامعہ دارالعلوم کراچی) فرماتے ہیں "اس مختصر سے ماہنامہ کی ایک خاص بات میں نے یہ پائی ہے کہ یہ بہت مختصر مختصر لیکن نہایت مفید مضامین پر مشتمل ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے جس حصے کو بھی پڑھ لیاجائے اس سے پڑھنے والے کو ایک ہی منٹ میں بہت کچھ مل جاتا ہے یہ اس رسالہ کی ایک بڑی خوبی ہے اس میں مضامین کا انتخاب بھی اس انداز پر کیا گیا ہے کہ ہمارے معاشرے کے موجودہ مسائل پر ان سے براہ راست روشنی پڑتی ہے اللہ تعالی حافظ صاحب اور ان کے رفقاء کو اس عظیم کارنامہ پر جزائے خیر اور مسلمانوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آمین"

حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمہ اللہ (جانشین شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں "کشتی حیات کو ساحل مراد تک پہنچانے والا مثالی رسالہ ہے"۔

شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ (مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد) فرماتے ہیں "پیشانی پر درج " خوشگوار اسلامی زندگی کا ضامن " کے مطابق اسم بامسمیٰ ہے"۔

حضرت مولانا محمد سرور صاحب رحمتہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور) فرماتے ہیں "ماشاءاللہ مفید رسالہ ہے اپنے متعلقین کو پڑھنے کی تلقین کرتا ہوں"۔

شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ (جامعہ خیر المدارس ملتان) فرماتے ہیں "محاسن اسلام آپ کو بہت پسند تھا فرمایا یہ رسالہ میرے پوتے کے نام بھی جاری کر دیں"۔[15]

مزید یہ کہ آپ نے موجودہ ہمارے ذرائع ابلاغ اور اصحاب ادب و صحافت کو اس بات کی طرف بلایا ہے کہ وہ صحافت اور اپنے اپنے ذرائع سے وہ کچھ پیش کریں جو ہماری امت اور ہمارے دین و مذہب کو نفع دے اور اس طرف بھی دعوت دی کہ جو کچھ دینی اقدار کے منافی ہو اور مسلم نوجوان کے شباب کو تباہ کرے وہ چیز نہ ذکر کریں اور پھر صحافت کے لبادے میں جو غلط فحاشی قصے وغیرہ ہیں ان پر تفصیل سے واضح الفاظ میں رد و کدح فرمائی ہے فرماتے ہیں "ہم اہل صحافت اور ذرائع ابلاغ کی باگ دوڑ تھامنے والوں سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کوئی اجنبی امیر زادی کسی بھی شخص کے ساتھ غیر شرعی

تعلقات قائم کرتی ہے یا کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ کسی جزیرے کسی علاقہ میں خوشی کے دن منانے جاتی ہے تو اس میں ہمارے پاکستانی اہل شباب کا کیا گناہ ہے؟ اور کیا جرم ہے؟ کہ پوری صحافت ان تمام فتنوں کو تفاصیل سمیت ہمارے نوجوانوں کے سامنے پیش کرتی ہے اور کیا پہاڑ ٹوٹ جائیں گے کیا زمین شق ہو جائے گی اگر ان خرافات خبروں کو پاکستانی اقوام کے روبرو پیش نہ کیا جائے یا کہیں سینمااور فلمی فنکار نجم اور نجمہ میں اختلاف اور جھگڑا ہو گیا ہے اور پھر وہ باہم رضامند ہو جاتے ہیں تو اس خبر کو شائع کرنے میں مسلمانوں کا کیا دنیاوی اور دینی فائدہ ہے؟ ہمارے نوجوانوں پر ان کو جاننے کے بعد کیا لازم ہو جاتا ہے؟ افسوس صد افسوس ہمارے اخبار کالم دیگر ذرائع ابلاغ ہر جگہ انہی خرافات اور بکواسات کا پلندہ جمع کرتے رہتے ہیں اور پھر لوگوں کے لئے یوں شائع کرتے ہیں کہ گویا بہت ہی عالمی خبر ہو جس پر آسمان ٹوٹ پڑے گا الغرض ہم دیکھتے ہیں کہ صحافت کے پاکیزہ منصب کو اموال وجاہ طلبی کے لئے اختیار کرنا اپنی جگہ بے انتہا مضموم ہے لیکن مزید برآں نوخیز جوانوں اور نہ پختہ عقلوں کو مادی ہوس کے لیے اپنی طرف کھینچنا سب سے بدنام اور گھٹیا سودا گری ہے چہ جائیکہ صحافت جیسے مقدس مرتبے کو بھی بے ہودہ مصلحتوں کا نشانہ بنایا جائے افسوس ہزار بار افسوس ہماری صحافت اچھی بری کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کرتی بلکہ یہ تجاہل عارفانہ حوادائےئے ث زمانہ کے باوجود افزوں تر ہوتا جارہا ہے آج ہم رسائل اور اخبارات کے ایڈیٹر اور ان کے بااختیار حضرات سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ لوگوں کی حالت زار پر رحم کھاؤ دھرتی والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔[16]

خلاصۃ البحث:

لوگوں کو حق بات کی طرف دعوت دینااور بری بات سے روکنا دین اسلام کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے اسی فریضے کی بناء پر اس امت کو دوسری امتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے اور اسی وجہ سے علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا گیا ہے کیوں کہ جس طرح انبیاء لوگوں کو حق بات کی طرف دعوت دیتے تھے اور بری باتوں سے روکتے تھے اسی طرح اس امت کے علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو حق بات کی طرف دعوت دیں اور بری باتوں سے روکیں دور حاضر کے علماء میں سے ایک عظیم علمی شخصیت مفتی محمد تقی عثمانی مد ظلہم ہیں جنہوں نے انبیاء کے وارث ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے اس ذمہ داری کو زندگی کے ہر شعبے اور دنیا کے ہر کونے میں نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا ہے آپ کی تمام تر کوششوں میں وعظ و

تذکیر کا وصف نمایاں ہے آپ نے وعظ وتذکیر کے میدان میں نہایت گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔انسانیت کی کثیر تعداد آپ کی ان خدمات سے مستفید ہو رہی ہے اور آئندہ بھی انشاءاللہ ہوتی رہے گی۔

حوالہ جات وحواشی

1 بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علمائے دیوبند، ادارہ اسلامیات، 1999ص:551

2 عثمانی، مفتی محمد شفیع، نقوش و تاثرات، کراچی دارلعلوم، طبع جدید، 2005ص:17

3 عثمانی، مفتی محمد تقی، البلاغ بیادفقیہ ملت مفتی اعظم مولانا محمد شفیع، ص:1/81

4 عثمانی، مفتی محمد شفیع، میرے والد ماجد، ادارۃالمعارف کراچی، طبع جدید، 2005ص:12

5 سورہ :آل عمران، الایہ :104

6 سورہ: آل عمران، الایہ:110

7 رواہ الترمذی وق الحدیث حسن، کتاب الفتن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بابمَاجَاءَفِي الأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، حدیث نمبر:2169

8 مفتی محمد تقی عثمانی، اصلاحی خطبات، محمد عبداللہ میمن، میمن اسلامک پبلشرز، ص :1/3

9 لقمان حکیم، لمحات من حیاۃ القاضی محمد تقی عثمانی، مکتبہ الحکمۃ کراچی 1420ھ، ص:53

10 مفتی محمد تقی عثمانی، عظیم عالمی شخصیت، قاری محمد اسحاق صاحب، ادارہ تالیفات اشرفیہ 1443ھ، ص:326

11 مفتی محمد تقی عثمانی ،ماہنامہ البلاغ کراچی، محرم الحرام 1368ھ، ص:7

12 مفتی محمد تقی عثمانی ،ماہنامہ البلاغ کراچی، محرم الحرام 1368ھ، ص:7

13 مفتی محمد تقی عثمانی ،ماہنامہ البلاغ کراچی، محرم الحرام 1368ھ، ص:7

14 مفتی محمد تقی عثمانی، یادیں قسط 31 سے انتخاب ،ماہنامہ البلاغ کراچی، ذیقعدہ 1441 ھ، ص:1243

15 قاری محمد اسحاق صاحب، ماہنامہ محاسن اسلام، ٹائٹل پیج، مارچ 2022ء

16 لقمان حکیم، عربی مکالمہ لم حاتم نحیاۃالقاضی، مکتبہ الحکمہ کراچی 1420ھ، ص:67